قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 20 اگست 2021ء | 11 محرم 1443 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:197


## ارشادِ باری تعالیٰ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۵﴾

(آل عمران: 165)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

## فرمانِ خلیفہ وقت

ایک زمانہ تھا جب عرب دنیا کے لوگوں کو باہر کی دنیا، دوسری دنیا ایک معمولی حیثیت دیتی تھی اس لحاظ سے کہ بعض علاقے کے لوگوں کو بالکل جاہل اور اجڈ سمجھا جاتا تھا۔ اِکّادُکّا ان کے شہروں میں پکے مکان یا پتھر کے مکان ہوتے تھے اور اکثریت جھونپڑا نما مکانوں میں رہا کرتی تھی۔ اور دیہاتی ماحول تو بالکل ہی عارضی جھونپڑیوں کا ماحول تھا۔ اور جس طرح دنیا ان کو جاہل اجڈ سمجھتی تھی عملاً تہذیب سے یہ بالکل عاری لوگ تھے۔ حالت ان لوگوں کی یہ تھی کہ ذرا ذرا سی بات پر لڑائیاں ہوتی تھیں تو سالوں چلا کرتی تھیں۔ اسی طرح کی ایک لڑائی کا قصہ ہے ایک جنگ کا، کہ ایک دفعہ ایک پرندہ ایک درخت پر گھونسلے میں اپنے انڈوں پر بیٹھا ہوا تھا تو عربوں کے سرداروں میں سے ایک جب وہاں سے گزرا اس نے اس کی طرف پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس کو دیکھ کر کہا کہ تو میری پناہ میں ہے۔ اگلے دن گیا تو دیکھا کہ وہ انڈے ٹوٹے پڑے ہیں، زمین پہ گرے ہوئے ہیں، گھونسلہ بھی بکھرا ہوا ہے اور وہ چڑیا یا جو بھی پرندہ تھا بڑی دردناک حالت میں درخت پر بیٹھا تھا۔ اس شخص نے اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک اونٹنی نظر آئی جو وہاں چر رہی تھی، اسے یقین ہوگیا کہ یہ گھونسلہ گرانے والی یہی اونٹنی ہے۔ وہ اونٹنی ایک دوسرے قبیلے کے کسی سردار کے کسی مہمان کی تھی۔ وہ اس کے پاس گیا کہ آج تو میں نے اس اونٹنی کو چھوڑ دیا ہے لیکن اگر آئندہ یہ اس طرف آئی تو میں اس کو مار دوں گا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ اونٹنی اس پہلے شخص جس نے یہ وارننگ دی تھی اور چڑیا کو پناہ دی تھی اس کے ریوڑ کے ساتھ مل کر پانی پینے لگی۔ جانور مل جایا کرتے ہیں۔ اس نے اُس اونٹنی کو تیر مار دیا۔ وہ زخمی ہو کے دوڑی اور جہاں اس کا مالک ٹھہرا ہوا تھا وہاں دروازے پہ جا کے گری اور مر گئی۔ تو جس شخص کا یہ مہمان تھا جس کی اونٹنی مری وہاں شور پڑ گیا کہ دیکھو جی ہماری عزت برباد ہوگئی، ہمارے مہمان کی اونٹنی کو مار دیا۔ اس نے اس اونٹنی مارنے والے کو جا کے قتل کر دیا۔ اور اس طرح جنگ شروع ہوئی اور 40 سال تک یہ جنگ جاری

بقیہ صفحہ 6 پر

## اس شمارہ میں


- خلافت نعمت اول، خلافت فضل ربانی (منظوم)
- حاصل مطالعہ
- محترم بشیرالدین صاحب مرحوم
- حضرت ام المؤمنینؓ کی اپنی خادمہ سے شفقت


## فرمانِ رسول ﷺ

### نماز میں چھینک کا جواب دینا

حضرت معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے حضور ﷺ سے اسلام کے بارے میں باتیں سیکھیں۔ ان میں سے ایک بات جو مجھے بتائی گئی وہ یہ تھی کہ جب تجھے چھینک آئے تو تو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے۔ اور جب چھینک مارنے والا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہے تو، تو یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نماز میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا کہ اسی اثناء میں ایک شخص نے چھینک ماری اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہا تو میں نے جو اباً بلند آواز سے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہہ دیا۔ اس پر لوگ مجھے گھورنے لگے جو کہ مجھے بہت برا محسوس ہوا۔ میں نے کہا تم مجھے کیوں تیز نظروں سے گھورتے ہو۔ اس پر لوگوں نے سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا۔ جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ بولنے والا کون تھا۔ اشارہ کرکے بتایا گیا کہ یہ بدوی باتیں کر رہا تھا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ نماز، قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہوتی ہے۔ پس جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو یہی کام کیا کر۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ نرمی سے بات کرنے والا معلّم اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔

(ابوداؤد۔کتاب الصلوٰۃ باب تشمیت العاطس فی الصلوٰۃ)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

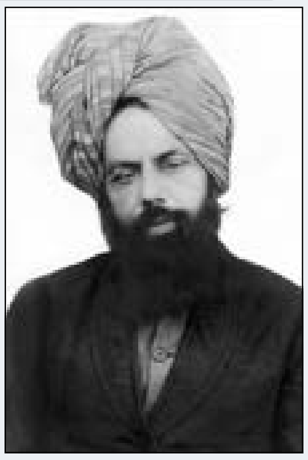

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰؑ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) تو خُلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لیے طول وعرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائلِ حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 606 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

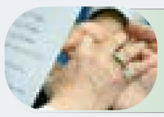

دربارِ خلافت

# صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شجاعت اور دلیری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

...اس وقت چند واقعات ہیں جن سے اُن کی (صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ناقل) شجاعت اور دلیری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ’’مَیں اور ایوب بیگ، مولوی عبداللہ ٹونکی کے مکان پر گئے اور مولوی عبداللہ ٹونکی کو مرزا ایوب بیگ صاحب نے پوچھا کہ آپ نے ہم کو اور ہمارے آقا کو یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر کیوں کہا ہے؟ مولوی صاحب اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر تھے اور فتویٰ کفر میں انہوں نے بھی اپنی مہر ثبت کی تھی۔ مرزا صاحب کے سوال پر (یعنی مرزا ایوب بیگ کے سوال پر) اُس نے کہا کہ چونکہ (فلاں فلاں مولوی)، مولوی غلام دستگیر قصوری، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی نذیر حسین دہلوی، مولوی عبدالجبار غزنوی نے فتویٰ دیا ہے اس لئے مَیں نے بھی لکھ دیا۔ تو حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب نے اس کو کہا بڑی دلیری سے کہ چونکہ یہ تمام جہنم میں جائیں اس لئے آپ بھی ساتھ (جہنم میں) جائیں۔ اس پر کہنے لگا مَیں نے غلطی کی ہے۔ مَیں نے مرزا صاحب کی کتابوں کو نہیں دیکھا۔ اس پر ہم دونوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب کتابیں جو اُس وقت لکھی جا چکی تھیں، اُس کے گھر جا کر دے آئے اور تین مہینے کے لئے اُس سے کہہ دیا کہ آپ ان کا مطالعہ فرمالیں۔ تین ماہ کے بعد ہم پھر گئے۔ پھر کہنے لگا کہ آپ بچے ہیں۔ (یہ دونوں نوجوان تھے۔ ان کو کہنے لگا کہ آپ بچے ہیں۔) ابھی آپ نہیں سمجھ سکتے۔ (کہتے ہیں) مرزا (ایوب بیگ) صاحب نے فرمایا کہ بی۔ اے پاس تو مَیں ہوں۔ (پڑھا لکھا ہوں، بی۔ اے پاس ہوں۔) اگر انگریزی آپ نے پڑھنی ہے تو مجھ سے پڑھ سکتے ہیں۔ اگر مجھے کبھی عربی پڑھنے کی ضرورت ہوئی تو آپ سے پڑھ لوں گا۔ اگر ہم آپ کے خیال میں بچے ہی ہیں تو بچوں پر تو کوئی حساب کتاب ہی نہیں۔ کیا آپ ایسا ہمیں لکھ کر دے سکتے ہیں۔ (پھر ہم وہاں سے آ گئے۔ کہتے ہیں) تیسری دفعہ (ہم) پھر گئے اور خواجہ کمال الدین کے خسر خلیفہ رجب الدین کو ساتھ لے گئے کیونکہ وہ بوڑھا تھا۔ ہم اس خیال پر اُسے ساتھ لے گئے کہ اگر وہ اب کے بھی کہے گا کہ تم ناسمجھ بچے ہو تو ہم خلیفہ صاحب کو پیش کر دیں گے۔ اس پر مولوی عبداللہ نے خلیفہ رجب الدین (صاحب سے ادھر اُدھر کی) باتیں شروع کیں کہ بہت اچھا ہوا کہ مسلمانوں نے آٹے دال کی دکانیں کھول لی ہیں اور مٹی کے برتنوں کی دکانیں کھول لی ہیں۔ (لکھتے ہیں کہ) یہ لیکھرام کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس پر ایوب بیگ نے مولوی عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ الٰہی قیامت کے دن میں خدا کے سامنے اسی طرح مولوی عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر کہوں گا کہ الٰہی! تین دفعہ ہم اس کے مکان پر چل کر گئے۔ اس نے ہم کو نہیں سمجھایا کہ ہم کیوں کافر ہیں۔ اس پر مولوی عبداللہ ٹونکی نے کہا کہ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اس پر ایوب بیگ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ خدا تعالیٰ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تو میں آپ کو عمر بھر کبھی السلام علیکم نہیں کہوں گا۔ پھر وہاں سے ہم اُٹھ کر چلے آئے۔ اور پھر آئندہ اس عہد کو مرزا ایوب بیگ نے اپنی زندگی بھر پورا کیا۔ اور مَیں نے مولوی عبداللہ کی زندگی تک پورا کیا۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 9 صفحہ 26 تا 28)

یہ ڈھٹائی جو ان نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کی ہے، جو اُس وقت سے چلی آ رہی ہے اور آج تک چلتی چلی جا رہی ہے۔ کتابیں پڑھتے نہیں یا کچھ حصہ پڑھ لیں گے اور بغیر سیاق و سباق کے یا دیکھا دیکھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے شروع کر دیں گے بلکہ عرب ملکوں میں تو اکثر جو واقعات وہاں سے آتے ہیں وہ یہی ہے کہ پاکستان کے مولویوں نے متفقہ طور پر کیونکہ احمدیوں کو کافر کہہ دیا اس لئے اب یہ کافر ہیں ہمیں اور کچھ سوچنے سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ تو احمدیت کی ابتدا سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ آج تک اُسی طرح چلتا چلا جا رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ 2/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

# خلافت نعمت اول، خلافت فضل ربانی

خلافت نعمت اول، خلافت فضل ربانی
خلافت ظل نبوت کا، خلافت نور سبحانی

خدا نے اپنے پیاروں سے کیا وعدہ وفا اپنا
ہوئی ظاہر خلافت کی ردا میں قدرت ثانی

خلافت اس کو ملتی ہے خدا جس کے لئے چاہے
خلافت رحمت یزداں، خلافت عکس رحمانی

خلافت بحر طوفاں میں امیدوں کا سہارا ہے
خلافت گوہر مقصد، جہاں داری، خداداانی

خلافت ڈوبتی ناؤ کو لاتی ہے کنارے پر
خلافت میں نمو پاتے نہیں افکار شیطانی

خلافت کی ضیاء پاشی سے دل تسکین پاتے ہیں
خلافت ثبت کرتی ہے دلوں میں نقش ایمانی

خلافت کی ردا ہم پر رہے سایہ فگن صابر
کہ حاصل ہو ہمیں علم و عمل کی بھی جہانبانی

منیر احمد ریحان صابر
(وفا کے قرینے)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

# حاصل مطالعہ

## قسط 7

## ارشاد نبوی ﷺ

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’راستوں پر مجالس لگانے سے اجتناب کرو۔ اور اگر مجبوراً ایسا کرنا پڑے تو پھر راستوں کے حقوق ادا کرو جو یہ ہیں کہ آنکھیں جھکا کر رکھو، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، اور سائل کی رہنمائی کرو اور اچھی باتیں کرو۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب السلام باب من حق الجلوس)

## (ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

### میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

## مسیح پاکؑ کی تحریرات کی عظمت

آپؑ اپنی تحریرات کی اہمیت کے بارہ میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کیلئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جُرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُسکے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اسکو کوئی بند نہیں کرسکتا سو تم مقابلہ کیلئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

## صحبت صالحین

حضرت مسیح موعودؑ صحبت صالحین کی افادیت سے متعلق فرماتے ہیں:

’’جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیئے کہ صحبت میں بڑی تاثیر ہے..... جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی۔ اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247)

## حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کا ایک حسین پہلو

جماعت کے بلند پایہ عالم، حرارت ایمانی سے بھر پور، دین کے بے لوث خادم، عبدالرحمٰن خادم مرحوم ابتدائی عمر ہی سے بڑے جوشیلے جوان تھے، مولانا ظفر علی خان کسی جلسہ میں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو خادم صاحب اپنے فطری جوش و جذبہ سے مولانا ظفر علی سے سوالات کرنے لگے، آپ نے ان سے کہا کہ جماعت کے فلاں لٹریچر اور فلاں تعلیم کے خلاف بات کی ہے، حالانکہ آپ بزرگ ہیں غلط بیانی کرتے ہیں ہمیں اس کا جواب دیں مولانا خادم صاحب کی بار بار مداخلت سے تنگ آ کر سٹیج سے اُترے اور کہا کہ میں ایسی بیہودہ مجلس میں تقریر نہیں کروں گا یہ کہہ کر اپنے گھر کی طرف پیدل روانہ ہو گئے، لیکن خادم صاحب ان کا پیچھا چھوڑنے والے کہاں تھے۔ ساتھ ہی احمدیہ ہوسٹل کے چند اور احمدی جوان بھی ہو لئے اور بار بار یہی کہتے گئے کہ مولانا ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے، حتّٰی کہ گھر آ گیا اور مولانا ظفر علی خان نے نہایت غصہ سے کواڑ بند کر کے کُنڈی لگالی۔

خادم صاحب مرحوم نے حضرت صاحب کو قادیان خط لکھا جس میں یہ ساری روئیداد درج تھی اور آخر میں لکھا کہ اردو محاورہ کے مطابق ’’چھوٹے کو گھر تک پہنچا کر آئے‘‘ خادم صاحب اب دادِ تحسین کے منتظر تھے اور بڑی بے تابی سے خط کا انتظار کر رہے تھے، آخر حضور کا خط آیا، لکھا تھا:

’’آپ کا خط پہنچا، خوشی کی بجائے افسوس ہوا، آخر مولانا ظفر علی خان صاحب بھی اپنے حلقہ میں ایک معزز اور قابل احترام شخصیت ہیں اور اسلام کسی کے ساتھ تمسخر کی اجازت نہیں دیتا، میں آپ سے ناراض ہوں اور اس وقت تک معاف نہ کروں گا جب تک مولانا آپ کو معاف نہ کر دیں۔‘‘

خادم صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے، یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟ ہمارا خلیفہ ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ وہ خط لیکر دوڑے مولانا کے گھر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مولانا باہر آئے، آپ کو دیکھا اور دروازہ بند کرنے لگے، مگر خادم صاحب مرحوم جلدی سے دو کواڑوں کے درمیان آگئے اور عاجزی سے کہا، مولانا! میں بحث کرنے نہیں معافی مانگنے آیا ہوں۔

مولانا معافی کا لفظ سن کر چکرا گئے کہ کہیں یہ کوئی دھوکا تو نہیں، مگر خادم صاحب مرحوم کے چہرے پر لجاجت اور عاجزی کے تاثرات پڑھ لئے۔ خادم صاحب اندر گئے اور مولانا کے سامنے حضرت صاحب کا خط رکھ دیا۔ خط پڑھ کر مولانا کی آنکھیں بھر آئیں، کہنے لگے کہ میں ایسے اخلاق کا مظاہرہ رسول اللہؐ کے بعد صرف آپؐ کے صحابہ تک محدود سمجھتا تھا۔ خادم صاحب مرحوم کہنے لگے، ’’مولانا جلدی معافی لکھئے ہماری تو دنیا اندھیر ہوگئی ہے۔‘‘

بہرحال آپ کسی بھی پہلو سے سیدنا محمود کی زندگی کو پرکھئے ہر پہلو قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی انعکاسی کرتا ہوا نظر آئے گا۔

(ملت کا فدائی صفحہ 60، 61 بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 5)

## تعریف وہ جو دشمن کرے

رسالہ ’ترجمان القرآن‘ کے مدیر سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو اپنے مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی؟ ’’مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لا متناہی نظر آتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غائب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔... خود دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں۔‘‘

(ماہنامہ ترجمان القرآن۔ اگست 1934ء، صفحہ 57 تا 58)

## مصائب سے بچنے کا ذریعہ

اِس دور میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی تلاوت کی تاکید فرمائی ہے، حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب اپنے والد حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی کے حوالے سے ایک روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میرے والد صاحب مرحوم ومغفور نے ایک دن صبح کے وقت مجھے تلاوت قرآن کریم میں باقاعدگی کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ آج حضرت مسیح موعودؑ نے خاص طور پر اس امر پر زور دیا ہے کہ آنے والی تباہی میں ان لوگوں کو میں دین و دنیا کے لحاظ سے سخت تباہی میں دیکھتا ہوں جو قرآن کریم سے وابستگی اور اس کی تلاوت کے التزام سے غافل ہیں۔ صرف وہی لوگ بچائے جائیں گے جو قرآن کریم سے وابستگی رکھتے ہوں گے، یہی اس مصیبت سے بچنے کا ذریعہ ہے‘‘

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ 124 از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

## آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

’’آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے، نظر آتا ہے اور اُن سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 12)

## قرآن کریم اور سائنس

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

’’میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتا کہ علوم کی ترقی اور سائنس کی ترقی قرآن شریف یا اسلام کے مخالف ہے۔ سچے علوم ہوں وہ جس قدر ترقی کریں گے۔ قرآن شریف کی حمد اور تعریف اسی قدر زیادہ ہوگی‘‘

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 58)

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

### خوبیوں کی تلاش

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

’’ایک دوسرے کی خامیاں تلاش کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیاں تلاش کریں‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 نومبر 2013ء)

’’جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13 فروری 2015ء)

یادِ رفتگان

# مکرم بشیرالدین احمد مرحوم المعروف بی ڈی احمد

گزشتہ چند سالوں میں جماعت گوتھن برگ (سویڈن) اپنے کئی نیک، عالم اور دعا گو بزرگوں سے محروم ہو گئی ہے۔ مکرم عبداللطیف انور صاحب، مکرم عبدالمجید ڈوگر صاحب اور مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب ہم سے جدا ہو گئے۔ اب مؤرخہ 30 نومبر 2020ء کو ہماری جماعت کے ایک اور بزرگ دوست مکرم بشیرالدین احمد صاحب المعروف B.D. Ahmad گوتھن برگ سویڈن میں بعمر 86سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ سویڈن کے ابتدائی احمدی آباد کاروں میں سے ایک تھے۔ آپ نے کاروبار کو ہی اپنا ذریعۂ روزگار بنایا۔ بعد ازاں آپ لندن اور پھر لاہور شفٹ ہو گئے۔

مکرمہ ڈاکٹر قانتہ صاحبہ نے اپنی یادداشتوں میں تحریر کیا ہے کہ جماعت کے اوّلین اجلاسات اور تربیتی کلاسز مکرم بشیرالدین صاحب مرحوم کی دکان کے تہہ خانہ (basement) میں ہی ہوتی تھیں۔

تبلیغ کے میدان میں آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ خاکسار کا آپ سے تعارف 1999ء میں ہوا جب آپ لاہور سے نقل مکانی کر کے دوبارہ واپس سویڈن آئے تھے۔ سویڈن نقل مکانی سے قبل آپ حلقہ کینٹ لاہور کے سیکرٹری تبلیغ تھے۔ آپ کے اسی شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے آپ کی منظوری بطور نیشنل سیکرٹری تبلیغ سویڈن لی تھی۔ آپ نے بڑے جذبہ سے اس میدان میں کام کیا اور ایک موقع پر 10 سے زائد سویڈش نو مبائعین مرد و خواتین کو جلسہ سالانہ برطانیہ پر لے کر گئے۔ جماعتی ریکارڈ میں ان نو مبائعین کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کی تصویر موجود ہے۔

عیدین کے موقع پر آپ اپنے زیر تبلیغ احباب کو اپنے گھر ضرور مدعو کرتے تھے۔ اس موقع پر آپ نے مہمانوں کیلئے بُوفے (buffet) کا انتظام و اہتمام کیا ہوتا تھا اور جو دوست بھی اس موقع پر آ جاتا وہ بلاتکلف اس دعوت میں شامل ہو جاتا تھا۔

آپ کو اپنے پرانے تعلقات کی وجہ سے ایک بڑا وسیع فلیٹ Partille میں مل گیا تھا جہاں آپ تا وفات قیام پذیر رہے۔ چونکہ آپ کا فلیٹ میرے گھر سے قریب ہی تھا اس وجہ سے آپ سے بکثرت ملاقات کے مواقع ملتے رہتے تھے۔

عمر کے لحاظ سے میں آپ کے بیٹوں جیسا تھا تاہم یہ آپ کا بڑا پن ہی تھا کہ ہم آپس میں بہت فری تھے اور آپ ہماری باتیں ہنستے مسکراتے ہوئے سن لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے خاکسار کے ہاتھ اپنی بیٹی کیلئے، جو کہ لاہور میں مقیم ہیں، کچھ تحائف بھجوائے اور کہا کہ وہ خود ہوٹل آ کر یہ سامان لے جائیں گی۔ چنانچہ وہ حسب پروگرام فون کر کے اپنا سامان لینے ہوٹل آ گئیں۔ میں خاصی دیر تک ہوٹل کے استقبالیہ پر کھڑا آپ کی بیٹی کا انتظار کرتا رہا لیکن کوئی نہ آیا۔ اس دوران مجھے ایک خاتون قدرے

محترم بشیرالدین صاحب مرحوم

فاصلہ پر کھڑی نظر آئیں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کسی کا انتظار کر رہی ہیں؟ اس پر انہوں نے میرا نام لیا تو میں نے بتایا کہ آپ جن سے ملنے آئی ہیں وہ میں ہی ہوں۔ یہ سن کر ایک لحہ کیلئے تو وہ خاتون ساکت ہی ہو گئیں اور پھر کہنے لگیں کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ابا کے دوست آپ ہوں گے کیونکہ انہوں نے آپ کا تعارف اتنے احترام سے کروایا تھا کہ میرے ذہن میں ایک عمر رسیدہ شخص کا تصور بن گیا تھا۔ یہ مکرم بشیرالدین صاحب مرحوم کی ذرہ نوازی تھی کہ انہوں نے اتنی عزّت وتکریم سے میرا تعارف کروایا تھا۔

آپ کو لاہور کے ایک خاص سٹور کا ایک خاص پرفیوم بہت پسند تھا۔ آپ بڑی بےتکلفی سے اس پرفیوم کی فرمائش کیا کرتے تھے۔

آپ تمام کاموں کی قبل از وقت مکمل پلاننگ کر لیا کرتے تھے اور ہر معاملہ پر گہری نظر رکھتے ہوئے اسے آخری وقت تک مکمل کیے بغیر نہ چھوڑتے تھے۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو کوئی خدمت تفویض کی گئی ہو اور آپ نے بعد از تکمیل اس کی باقاعدہ رپورٹ دینے میں کچھ سستی کی ہو۔

آپ کے بیٹے مکرم سلیمان بشیر صاحب کے نکاح کی تقریب اوسلو (ناروے) میں ہونا تھی۔ اس کی پلاننگ خاصا عرصہ قبل ہی کر چھوڑی تھی کہ کتنے افراد جائیں گے؟ اور کتنی گاڑیاں؟ وغیرہ۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے کہ آپ نے حال ہی میں اپنے بیٹے کی شادی کی ہے اور آپ کو تمام امور کا علم اور تجربہ ہے لہٰذا آپ مجھے نکاح کے موقع پر جو بِد (شیرینی) ہوتی ہے وہ تیار کروا دیں اور چھ ماہ قبل ہی اس انتظام کیلئے زبردستی مجھے رقم تھما دی۔ خاکسار نے بہت کہا کہ بعد میں لے لوں گا مگر پھر آپ کے بے حد اصرار پر اور آپ کی فکر کو کم کرنے کیلئے وہ رکھنی ہی پڑی۔

آپ کے گھرانے کا شمار جماعت کے انتہائی بزرگ گھرانوں میں ہوتا تھا۔ تاہم آپ نے کبھی اس بات کو اپنی بڑائی کے طور پر پیش نہیں کیا۔

آپ کے دادا جان حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدینؓ صاحب کا شمار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاںنثار صحابہ میں ہوتا تھا۔ اُنہیں ایک مرتبہ حضرت اقدسؑ نے حکماً مزید مالی قربانی کرنے سے تحریراً منع فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (مصلح موعودؓ) کا نکاح و رخصتانہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی بیٹی حضرت محمودہ بیگم صاحبہ (المعروف امّ ناصر) سے کر دیا تھا۔

آپ کے والد کرنل ڈاکٹر تقی الدین صاحب حضرت مصلح موعودؓ کے برادرِ نسبتی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پھوپھا تھے۔ اس نسبت سے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے فرسٹ کزن تھے اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی والدہ کے ماموں زاد بھائی اور حضورِ انور کے رشتہ میں ماموں تھے۔ اسی طرح حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ صاحب آپ کے سگے خالو تھے۔

آپ اکثر حضرت مصلح موعودؓ کے واقعات بیان کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ ایک دفعہ آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کو دبانے کی سعادت بھی حاصل ہوئی تھی۔

اسی طرح آپ کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کے تبرک کے علاوہ متعدد بزرگان کے تبرکات بھی موجود تھے۔

موجودہ وبائی ایام (COVID-19) کے آغاز سے قبل تک باوجود پیرانہ سالی کے تقریباً 20 کلومیٹر کا سفر کر کے بڑی باقاعدگی سے نمازِ جمعہ کی ادائیگی اور دیگر جماعتی پروگرامز میں شمولیت کیلئے تشریف لاتے رہے۔

آخری سالوں میں اپنے والد صاحب مرحوم کی قراقلی کی ٹوپی اور چھڑی استعمال فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے مجھے بھی قرآن کریم کے چند صفحات، جو کہ ہاتھ سے خوش خط لکھے ہوئے تھے، بطور تحفہ عنایت فرمائے تھے۔

مؤرخہ 8 دسمبر 2020ء کو آپ کی تدفین نماز ظہر کے بعد Billdals کے مقبرہ موصیاں میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ 1/7 کے موصی تھے۔

COVID-19 کے موجودہ وبائی ایام کی وجہ سے صرف 20افراد کو جنازہ میں شرکت کی اجازت تھی۔ چار انصار کے علاوہ تمام خدام تھے جنہوں نے تدفین کے تمام امور انجام دیے نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے سٹاک ہالم سے مکرم کاشف محمود ورک صاحب مربی سلسلہ تشریف لائے تھے۔ نمازِ جنازہ کے بعد قبر تیار ہونے پر مکرم کاشف محمود ورک صاحب نے ہی دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور رحمت ومغفرت کا سلوک کرتے ہوئے اعلیٰ علّیین میں بلند مقام عطا فرمائے اور اپنے نیک پاکباز لوگوں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

# حضرت ام المؤمنینؓ کی اپنی خادمہ سے شفقت

حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگمؓ کی ساری جماعت سے محبت و شفقت کے ان گنت واقعات ہماری تاریخ میں محفوظ ہیں۔ آپ کا وجود ہی باعث رحمت و برکت تھا۔ یہاں آپؓ کا اپنی عاشق خادمہ حضرت برکت بی بی صاحبہؓ سے حسن سلوک کا ذکر ہے ان کو 1896 ء میں قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ آپ ہرسیاں ضلع گورداسپور میں اپنے شوہر حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ کے ساتھ رہتی تھیں ایک دن میاں صاحب گھر سے سامان تجارت خریدنے نکلے تھے راستے میں ایک دوست نے بتایا کہ ہم امام مہدیؑ کا انتظار کر رہے تھے کہ سب نشانیاں پوری ہوگئی ہیں میں نے سنا ہے قادیان میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے یہ نوید سن کر اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور قادیان پہنچ گئے حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے گھر واپس آئے تو بیوی برکت بی بی صاحبہ نے پوچھا کیا ہوا خالی ہاتھ آرہے ہیں؟ سامان نہیں لائے؟

آپ نے ان کو سچ سچ بتادیا کہ خریدنا کیا تھا وہ تو خود کو بھی بیچ آئے ہیں قادیان شریف جاکر حضرت مسیح زماں علیہ السلام کی بیعت کر آئے ہیں۔ اس پر اُنہوں نے اپنا ایک خواب سنایا اور کہا۔ مجھے بھی قادیان لے چلیں میں بھی بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ قدرت نے حق کی طرف رہنمائی کے لئے خوابوں کے ذریعے سامان کیا تھا اور اپنے پیارے مسیح کے در پر آنے کے راستے خود سمجھائے تھے۔ جب آپ پہلی دفعہ قادیان پہنچیں تو میاں صاحب سے کہا کہ اب آپ مجھے راستہ نہ بتائیں بلکہ میرے ساتھ ساتھ آئیں اب میں اُس راستے سے جاؤں گی جو خوابوں میں دیکھا کرتی ہوں اس طرح آپ بغیر کسی رہنمائی کے۔ چنانچہ آپ چلتے چلتے دارالمسیح تک پہنچ گئیں۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے رُخِ انور پر نگاہ پڑی تو پہچان گئیں کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن کو خوابوں میں دیکھا کرتی تھیں اور فوراً بیعت کر لی۔ اور ان لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت پائی جن کو اللہ تعالیٰ نے خود الہام کر کے مسیحا تک پہنچایا تھا کہ

یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ

بیعت کے ساتھ ہی قادیان اور اہلِ قادیان کی محبت دل میں گھر کر گئی اپنے شوہر سے فرمائش کی کہ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی صرف یہ وعدہ کریں کہ مجھے قادیان جانے سے نہیں روکیں گے۔ ہرسیاں سے قادیان کے چکر لگنے لگے خاص طور پر نماز جمعہ پڑھنے قادیان جاتے۔

## دارالمسیح میں قیام

حضرت برکت بی بی صاحبہ قادیان آتیں تو حضرت اماں جانؓ کے پاس ہی قیام ہوتا آپ آتے ہی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگتیں۔ کھانے پکانے میں کافی مہارت تھی۔ ایک دن آپ کے کھانا پکانے کی داد حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی دی کھانا پسند فرمایا اور پوچھا۔

نصرت آج کھانا کس نے پکایا ہے؟

آپ نے بتایا کہ آپ کی ”نئی مریدنی نے“ حضرت اقدسؑ نے از راہ شفقت ارشاد فرمایا:

کہ اب یہ جب بھی آئیں کھانا یہی پکایا کریں۔حضرت اماں جانؓ نے بھی خوب اطاعت کی۔ آپ کے قادیان آنے پر فرماتیں برکت بی بی اب باورچی خانہ سنبھالو۔

اس طرح اس خوش نصیب خاتون کو ایک نہایت بابرکت خدمت کی توفیق ملی۔ کہ آپ کے ہاتھ کے پکائے ہوئے کھانے حضرت اقدسؑ نے تناول فرمائے۔

آپ قادیان آتیں تو کئی کئی دن الدار میں ٹھہر جاتیں آپ کا دل اس مقدس خاندان کے عشق میں اتنا سرشار تھا کہ واپس جانے کو دل نہ چاہتا۔ حضرت اماں جانؓ بھی سچی محبت اور خلوص کی پرکھ رکھتی تھیں آپ کا دل بھی نہ چاہتا کہ وہ واپس چلی جائیں کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جب میاں صاحب آپ کو لینے کے لئے آتے تو حضرت اماں جانؓ فرماتیں۔

فضل محمد برکت بی بی کو چند دن اور رہنے دو پھر آ کر لے جانا۔

اور وہ ان دونوں کا پیار دیکھ کر تنہا واپس لوٹ جاتے۔

## ایک دلچسپ واقعہ

آپ جب حضرت اقدسؑ کے یہاں تشریف لاتیں تو بڑی بچی رحیم بی بی کو بھی ساتھ لے آتیں۔ ان کے بارے میں محترمہ اہلیہ مولوی غلام نبی مصری صاحبہ نے ایک بے حد دلچسپ واقعہ ان کے بھولپن کی فرمائش کا سنایا۔ جو حضرت اقدسؑ کی بچوں کی دلداری کی خوبصورت مثال بھی ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کسی تصنیف میں مصروف تھے۔ بچی حضرت صاحب کو پنکھا کر رہی تھی خدا جانے اس بچی کے دل میں کیا آیا کہ وہ ایک کھڑکی میں چڑھ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔

”حضرت جی آپ یہاں آ جائیں تو میں آپ کو پنکھا کروں۔“

اور حضرت اقدسؑ بچی کی دلجوئی کی خاطر اپنا کام چھوڑ کر اُٹھے اور کھڑکی کے پاس تشریف لے آئے۔

Ian Adamson نے اپنی کتاب اس دلچسپ واقعہ کا ذکر کے صفحہ 144 پر کیا ہے:

Mirza Ghulam Ahmed of Qadian

One of his wife›s friend often stayed with them for a month. Her little daughter occasionally amused herself by coming into his room and fanning him as he worked.One day she found it more interesting to sit by the window.She told him'Come and sit over ›here. It is easier for me

Ahmad duly got up and sat where she had directed

## آؤ! میرے ساتھ چلو

حضرت میاں فضل محمد صاحب کی کچھ روایات رجسٹر روایات نمبر ۱۴ میں درج ہیں۔ اس میں حضرت اقدسؑ کی کرم نوازی کی ایک روایت اس طرح درج ہے:

”ایک دفعہ میں اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آیا جب میری بیوی گھر میں داخل ہونے لگی تو شادی خان دربان نے روک دیا۔ ہر چند کہا گیا مگر اس نے اندر جانے کی اجازت نہ دی کیونکہ اکثر قادیان میں پلیگ تھی اس واسطے اندر جانے سے روکا ہوا تھا۔تھوڑی دیر کے بعد حضورؑ باہر تشریف لے کر آئے۔ السلام علیکم کے بعد مصافحہ بھی ہوا۔حضور نے پوچھا کھڑے کیوں ہو۔ میں نے عرض کی کہ شادی خان اندر جانے نہیں دیتے۔حضور نے فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ چلو“

حضرت برکت بی بی صاحبہ ہرسیاں میں قیام کرنے والے قادیان کے مسافروں کی خوب خاطر مدارات کرتیں جلسہ سالانہ پر پیدل چل کر قادیان جانے والے قافلوں کا پڑاؤ سیکھواں میں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ہاں ہوتا اور کبھی ہرسیاں میں حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ کے گھر ٹھہرتے۔ یہ قافلے دن اور رات میں کسی وقت بھی آ جاتے۔آپ بڑی مستعدی سے قافلے کے قیام و طعام کا انتظام فرماتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتیں کہ مسیح پاک کی برکت ہے کہ اُس کے عاشقوں کی خدمت کا موقع مل سکا۔

”فضل محمد چراغ لے کر ڈھونڈیں اب برکت بی بی اُن کو نہیں مل سکے گی“

آپ نے قادیان کے قریب آنے کی خواہش میں قادیان کے جنوب میں آدھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ننگل باغباناں میں ایک مکان لیا اور بچوں کے ساتھ اُس میں منتقل ہوگئیں۔ قادیان قریب تر ہوگیا مگر اتنی دوری بھی گوارا نہ ہوئی اور بالآخر 1916ء۔ 1917ء میں ہجرت کر کے یہ خاندان قادیان آ گیا۔قادیان آ کر جس علاقے میں مکان بنوایا وہ بعد میں ’دارالفضل‘ کہلایا۔

برکت بی بی صاحبہ کا قادیان ہجرت کرنے کا فیصلہ بہت بابرکت تھا جس نے آئندہ آنے والی نسلوں کی قسمتوں کے رُخ موڑ دئے۔آپ کس قدر مضبوط ایمانی قوت کی مالکہ ہوں گی اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر گھر بار چھوڑ کر اپنے محبوب کی بستی میں دھونی رمائی۔ قادیان پہنچ تو گئیں مگر قادیان میں زیادہ رہنا نصیب نہ ہوا

1917ء میں ایک بچے کی پیدائش کے بعد بیمار ہوگئیں۔ اسی بیماری میں آپ کا وصال ہوگیا اور آپ قادیان کی مٹی میں دفن ہوگئیں۔

آپ کی بڑی بیٹی رحیم بی بی صاحبہ روایت کرتی ہیں کہ جب اماں جانؓ کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا:

”فضل محمد چراغ لے کر ڈھونڈیں اب برکت بی بی اُن کو نہیں مل سکے گی“

## حضرت اماں جانؓ کا حضرت برکت بی بی صاحبہؓ کے بچوں سے پیار اور شفقت

حضرت برکت بی بی صاحبہؓ حضرت سیّدہؓ کی خدمت میں رہتی تھیں۔ ماں کے ساتھ بچے لگے رہتے تھے اس طرح بچوں کو بھی حضرت سیدہؓ کا پیار اور سایۂ عاطفت ملا۔ چند واقعات سے باہمی محبت اور قرب کا اندازہ ہوتا ہے۔حضرت اماں جانؓ کی وسیع القلبی اور مرحومہ سے تعلقاتِ محبت نباہنے کا عجیب روح پرور انداز تھا۔سوچا جائے تو کوئی نسبت ہی نہ تھی کہاں ایک غریب دیہاتی عورت اور کہاں مسیح و مہدیء دوراں کی رفیقہء

حیات مگر میل و محبت نے سب فاصلے مٹا دیئے۔حضرت سیّدہ نے ایک مرتبہ آپ کی بیٹی صالحہ بی بی کو بلایا تیل کی شیشی لائیں اور فرمایا:

صالحہ! آؤ میں تمہارے سر میں تیل لگا دوں میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمہارے سر میں تیل لگا رہی ہوں سوچا اس خواب کو عملی طور پر پورا کر لیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ کیا نصیبے ہیں۔یہی بیٹی صالحہ بی بی جوانی میں بیوہ ہوگئیں۔یہ خبر حضرت اماں جانؓ کو ملی۔آپ بے چین ہوگئیں۔اُس وقت آپ کی طبیعت علیل تھی پھر بھی فوراً اظہار افسوس کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا کسی نے عرض کی کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بعد میں تشریف لے جایئے مگر آپ نے فرمایا:

’’برکت جو میری عاشق تھی اُس کی بچی بیوہ ہوگئی ہے اس لئے میں ضرور جاؤں گی۔‘‘

دوسری بیٹی احمد بی بی صاحبہ ایک دفعہ بیمار ہوگئیں دل میں حضرت اماں جانؓ کی محبت اس قدر راسخ تھی کہ بیماری میں ایک ہی اصرار تھا کہ اماں جانؓ کو ایک نظر دیکھنا چاہتی ہوں۔اللہ کا کرنا کیا ہوا کہ آپؓ قریب ہی کسی کی تعزیت کے لئے تشریف لائیں۔اُن کی خدمت میں احمد بی بی صاحبہ کی شدید خواہش کا ذکر کیا گیا۔آپ از راہِ شفقت گھر تشریف لے آئیں۔برکت بی بی مرحومہ کی بیٹی کی خواہش پوری کر دی یہ ان کی آخری خواہش ثابت ہوئی کیونکہ اس واقعہ کے جلد بعد وہ وفات پا گئیں۔

شکر نعمت کے طور پر یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ فضل و برکت کے اس بابرکت جوڑے کو حضرت اقدسؑ کی دعاؤں کے طفیل خوب پھل لگے عددی پھیلاؤ بھی حاصل ہوا اور آگے نسلوں میں ٹھوس خدمت دین کی سعادت پانے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ہم اپنے داداجان اور دادی جان کے احسان مند ہیں جن کی قربانیوں سے ہمیں حقیقی اسلام احمدیت سے وابستگی کی قیمتی دولت ملی بزرگوں کے تذکرہ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے دُعا نکلتی ہے کہ مولا کریم جس طرح اس جہان میں ان کو اپنے مسیحاؑ کا قرب عطا فرمایا اسی طرح جنت الفردوس میں اپنا اور اپنے پیاروں کا قرب نصیب فرمانا۔

اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں بھی جماعت سے وابستگی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔آمین ثمّ آمین۔

---

## بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

رہی۔اس کی ایک لمبی تفصیل ہے،مَیں نے مختصر طور پر بتایا ہے۔تو یہ تھی اس وقت عرب کے اجڈ پنے اور جہالت کی حالت۔اور ان عربوں کو اپنی ان باتوں پر بڑا فخر تھا۔عورت کی عزت نہیں تھی،لڑکی پیدا ہوتی تو اسے مار دیا جاتا۔تکبر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔شراب خوری،جوا اور زنا کو بڑائی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔بڑے فخر سے اس کو بیان کیا جاتا تھا۔غرض کہ ان لوگوں کے اخلاق انتہائی گرے ہوئے تھے۔زندگی کا کوئی پہلو بھی لے لو ذلیل ترین حرکتیں ہوا کرتی تھیں۔پھر وہ زمانہ آیا جس کا اللہ تعالیٰ،اس آیت میں جو مَیں نے تلاوت کی ہے،ذکر فرماتا ہے کہ یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔پس اس نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر ان لوگوں کو پاک کیا۔ان کو حکمت کی باتیں سکھائیں۔ان کو بتایا کہ معاشرے میں کس طرح رہنا ہے،تہذیب کیا ہے،تمدن کیا ہے۔ان کو خاندان کی چھوٹی سے چھوٹی اکائی یعنی گھر کی سطح پر بھی جو رشتوں کی ذمہ داریاں ہیں ان کے بارے میں بتایا۔آپس میں کس طرح ایک دوسرے کو اخلاق دکھانے ہیں اس کے بارے میں بتایا۔اور پھر ایک شہری کی حیثیت سے کس طرح رہنا ہے وہ اخلاق سکھائے،ان کے بارے میں تعلیم دی۔پھر تم نے اپنے ہمسائے کے ساتھ کس طرح رہنا ہے۔اس کے کیا اخلاق تمہیں دکھانے چاہئیں۔تم نے بحیثیت ماتحت کس طرح رہنا ہے، کن اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے۔تم نے بحیثیت افسر اپنی زندگی کس طرح گزارنی ہے۔غرض کہ معاشرے کے مختلف درجات میں ایک فرد پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور جس جس حیثیت سے ایک شخص نے جس طرح اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے وہ انہیں سکھایا یعنی اجڈ اور جاہل لوگوں کو بااخلاق انسان بنایا اور پھر انہیں باخدا انسان بنایا۔وہ لوگ جو خدائے واحد کے تصور سے ناواقف تھے انہیں اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ساتھ ایک خدا کے حضور جھکنے والا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے والا بنایا اور پھر اعلیٰ اخلاق کے بھی ایسے نمونے ان سے قائم کروائے جو مثال بن گئے۔

(خطبہ جمعہ 19 اگست 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

---

## آج کی دعا

رَبِّ هَبۡ لِيۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

(آلِ عمران:39)

ترجمہ:اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

یہ حضرت زکریا علیہ السلامؑ کی پاکیزہ،نیک،صالح اولاد کے حصول کی پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو متعدد بار اس دعا کی طرف توجّہ دلائی ہے۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر دوسری دعا جو میں نے لی ہے یہ اولاد کے بارے میں ہے۔ہر مرد عورت کی جب شادی ہوتی ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے اولاد ہو۔اگر شادی کو کچھ عرصہ گزر جائے اور اولاد نہ ہو تو بڑی پریشانی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔مجھے بھی احمدیوں کے کئی خط روزانہ آتے ہیں جن میں اس پریشانی کا اظہار ہوتا ہے،دعا کے لئے کہتے ہیں۔لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کی خواہش ہمیشہ اس دعا کے ساتھ کرنی چاہئے کہ نیک صالح اولاد ہو جو دین کی خدمت کرنے والی ہو اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہو۔اس کے لئے سب سے ضروری بات والدین کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی اولاد کے لئے دعا کریں اور اپنی حالت پر بھی غور کریں۔بعض ایسے ہیں جب دعا کے لئے کہیں اور ان سے سوال کرو کہ کیا نمازوں کی طرف تمہاری توجہ ہوئی ہے،دعائیں کرتے ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح توجہ ہونی چاہئے اس طرح نہیں ہے۔مَیں اس طرف بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ اولاد کی خواہش سے پہلے اور اگر اولاد ہے تو اس کی تربیت کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ جب اولاد سے نوازے یا جو اولاد موجود ہے وہ نیکیوں پر قدم مارنے والی ہو اور قرۃ العین ہو۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا حضرت زکریاؑ کے حوالے سے ہمیں سکھائی ہے کہ رَبِّ هَبۡ لِيۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ۔(آل عمران:39) کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ایسی پاک نسل عطا کر جو تیری رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو۔اور جب انسان یہ دعا کر رہا ہو تو خود اپنی حالت پہ بھی غور کر رہا ہوتا ہے کہ کیا میں ان سارے حکموں پر عمل کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں؟

(خطبہ جمعہ 13/ اکتوبر 2006ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 4، صفہ 516 تا 517)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا الم کا، بے بسی کا
یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

مرسلہ:مریم رحمٰن

مدثر ظفر

# بھوٹان خوش رہنے والوں کا دیس

ہمالیہ کے فلک بوس پہاڑوں، بھارت اور چین جیسے عظیم ممالک میں گھرے چھوٹے سے ملک بھوٹان کے دروازے 1974ء تک غیر ملکی سیاحوں کے لیے بند تھے۔ بھوٹان کو مقامی زبان میں ’’درک یو‘‘ کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے ڈریگن۔ بھوٹان کے پرچم پر بھی ڈریگن کی تصویر موجود ہے۔

بعض کے نزدیک بھوٹان سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں اونچی زمین۔ 1865ء سے 1947ء تک بھوٹان عملاً برطانیہ کے تسلط میں رہا ہے۔ 1907ء میں وہاں بادشاہی نظام حکومت قائم ہوا اور 1910ء میں برطانیہ اور بھوٹان کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس میں یہ طے کیا گیا کہ برطانیہ بھوٹان کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا۔ برطانیہ کے لاتعلق ہونے کے بعد بھارت نے اپنے زیرتصرف علاقے 1949ء میں ہونے والے ایک معاہدہ کے تحت واپس کر دیے، یوں بھوٹان ایک آزاد اور خود مختار ریاست بنا۔

بھوٹان کو دنیا میں سب سے زیادہ خوش رہنے والے لوگوں کا ملک بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں طبی سہولیات بالکل مفت ہیں اور کوئی شخص بھوٹان کی سڑکوں پر بے گھر زندگی گزارتا نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے بے گھر ہو جائے تو وہ بادشاہ وقت کے پاس جاتا ہے جو اسے گھر بنانے کے لیے نہ صرف جگہ مہیا کرتا ہے بلکہ کاشت کے لیے رقبہ بھی دیتا ہے جہاں وہ گھر بنائے اور اناج اگا سکے۔

یہاں طبی سہولیات ریاست کی جانب سے بالکل مفت فراہم کی جاتی ہیں، بھوٹان کی وزارت صحت نے اپنا مقصد بنا رکھا ہے کہ وہ ہر شہری کو معیاری اور مفت طبی سہولیات بہم پہنچائے گی۔ اپنے اس مقصد میں وہ کامیاب رہے ہیں۔ نتیجۃً بھوٹان دنیا کے ان چند ممالک میں سے ایک ہے جہاں طبی سہولیات کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔

حیرت انگیز طور پر 1999ء تک بھوٹان میں سرکاری طور پر ٹی وی اور انٹرنیٹ پر سختی سے پابندی عائد تھی۔ بھوٹان کے عوام اپنی ثقافتی روایات کو بہت سنجیدگی سے لیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بادشاہ وقت نے اپنی ثقافتی روایات کو برقرار رکھنے کی خاطر ٹی وی اور انٹرنیٹ جیسے بیرونی رابطوں کے ذرائع اپنے عوام کے لیے آفیشلی بند کر رکھے تھے، تاکہ بیرونی دنیا کی تیزی سے بدلتی معاشرتی اقدار بھوٹان کی قدیمی ثقافتی روایات پر اثر انداز نہ ہوسکیں۔

لیکن آج کے جدید دور میں کسی ملک کے لیے باقی دنیا سے مکمل طور پر کٹ رہنا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ ٹی وی اور انٹرنیٹ سے پابندی ختم کر دی جائے۔ اس طرح بھوٹان دنیا کا وہ ملک بنا جہاں ٹی وی سب سے آخر میں آیا۔ ٹی وی سے پابندی ختم ہونے کے بعد جلد ہی بھوٹان میں انٹرنیٹ بھی عام عوام کے لیے مہیا کر دیا گیا۔

روایات کی پابندی کی بات کی جائے تو بھوٹان میں یہ بچوں سے لے کر بڑوں تک سب میں یکساں نظر آتی ہے۔ بھوٹان کے لوگ ایک مخصوص لباس پہنتے ہیں۔ یہ روایتی لباس 4000 سال پرانا ہے جو آج تک رائج ہے۔ مرد پنڈلیوں کو چھوتا لمبا کرتا پہنتے ہیں جسے GHO (گھو) کہا جاتا ہے، جبکہ خواتین کے لیے مخصوص لباس کو KIRA کہا جاتا ہے۔ مرد لباس کے ساتھ ایک رنگ دار اسکارف بھی لیتے ہیں جو ان کے عہدہ کو بھی عیاں کرتا ہے۔ عام لوگ سفید اسکارف لیتے ہیں جبکہ بدھ بھکشو گہرے پیلے رنگ کا اسکارف لیتے ہیں۔

بھوٹان میں سگریٹ نوشی پر مکمل طور پر پابندی عائد ہے۔ 2010ء میں بادشاہ نے قانون بنایا کہ بھوٹان میں کہیں بھی تمباکو کی کاشت اور خرید و فروخت نہیں کی جاسکتی۔ اس طرح بھوٹان دنیا کا وہ پہلا ملک بنا جہاں تمباکو پر مکمل طور پر پابندی عائد ہے۔ چنانچہ وہاں تمباکو کو کاشت کرنا اور خرید و فرخت کرنا قابل تعزیر جرم ہے۔ نیز عوامی مقامات پر سگریٹ نوشی کرنا بھی قانوناً جرم ہے۔ البتہ سیاحوں کو بھاری ٹیکس کی ادائیگی کے بعد اپنے ساتھ سگریٹ لے کر جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص تمباکو یا سگریٹ وغیرہ اسمگل کرتا ہوا پکڑا جائے تو اسے بھاری جرمانہ کے ساتھ حوالات کی سیر کرائی جاتی ہے۔

ماحولیات کے حوالہ سے بھوٹان نے دنیا میں اپنا منفرد مقام بنایا ہے۔

ایک قانون کے تحت ملک کا ساٹھ فیصد حصہ درختوں سے ڈھکا ہونا چاہیے، اس قانون کی پاسداری اس شاندار انداز سے کی گئی ہے کہ اس وقت بھوٹان کا 71 فیصد حصہ درختوں اور پودوں سے پر ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے بھوٹان کی عوام کا تعاون فقید المثال ہے جنہوں نے 2015ء میں ایک گھنٹے کے اندر 50000 پودے لگا کر عالمی ریکارڈ بنایا۔

نتیجۃً بھوٹان اس وقت دنیا کے نقشہ پر موجود واحد ملک ہے جو کاربن فری ہے۔ یعنی بھوٹان اتنی کاربن ڈائی آکسائیڈ پیدا نہیں کرتا جتنی جذب کرتا ہے۔

مرچ بھوٹانی پکوانوں کا بہت اہم جز ہے، یہاں کے لوگ بہت زیادہ اسپائسی کھانا کھانے کے شوقین ہیں۔ بھوٹان کی قومی ڈش EMA DASHI ہے جس میں سرخ مرچ اور پنیر شامل ہوتا ہے۔ اس میں آلو، پھلیاں، مشروم ڈال کر بنایا جاتا ہے نیز اس میں یاک سے حاصل شدہ پنیر بھی ڈالا جاتا ہے۔

بھوٹان سیاحوں کے لیے نسبتاً مہنگا ملک ہے، یہاں کے قانون کے مطابق کوئی اکیلا شخص سیاحت کے لیے بھوٹان نہیں آسکتا۔ اس کے لیے لازم ہے کہ وہ تین یا تین سے زیادہ اشخاص کے گروپ میں آئے۔

اگر کوئی اکیلا شخص بھوٹان کی سیاحت کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے مخصوص اجازت نامہ حاصل کرنے کے ساتھ اضافی فیس بھی ادا کرنا ہوگی۔

سیاحوں کو تمام ضروری اجازت نامے حکومت سے منظور شدہ ادارے جاری کرتے ہیں۔ بھوٹان میں داخلہ سے قبل سیاحوں کے لیے ضروری واجبات پیشگی ادا کرنے ہوتے ہیں۔ جن میں سفری اخراجات، ہوٹل، ٹوئر آپریٹر، گائیڈ سروس، ویزہ اور انشورنس کے واجبات شامل ہیں۔

ٹوئر گائیڈ ہر وقت سیاح کے ساتھ رہتا ہے اور کوئی سیاح صرف انہی جگہوں پر جاسکتا ہے جن کی اجازت ٹوئرازم کی طرف سے دی گئی ہے۔ یہاں ایک سیاح کا اوسط روزانہ خرچ 250 امریکی ڈالر ہے۔

بھوٹانی روایات میں خواتین کو مردوں پر فوقیت حاصل ہے۔ یہاں پر جائیداد زمین اور جانور وغیرہ بیٹوں کی بجائے بیٹیوں کے نام ہوتی ہے۔ بیٹوں کو اپنی جائیداد بنانے کے لیے خود سے کوشش کرنا پڑتی ہے۔

بھوٹانی حکومت کی کوشش ہے کہ یہاں پیدا ہونے والی ہر فصل سو فیصد قدرتی ہو اور قدرتی ذرائع سے پیدا کی جائے۔

اسی وجہ سے بھوٹان میں فصلوں کے لیے کسی بھی قسم کے کیمیکل کی درآمد اور استعمال پر پابندی عائد ہے۔ لوگ یہاں پر اپنی فصلیں چھتوں پر رکھتے ہیں۔ بالخصوص مرچ کی فصل آنے کے بعد گھروں کی چھتیں سرخ اور پیلے رنگ کی مرچ سے بھر جاتی ہیں۔

بھوٹان کے ایئرپورٹ کا شمار دنیا کے خوبصورت ترین ایئرپورٹس میں ہوتا ہے۔ پہاڑوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے یہ دنیا کا خطرناک ترین ایئرپورٹ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے صرف مشاق پائلٹ ہی بھوٹان میں جہاز اتارنے کے مجاز ہیں۔

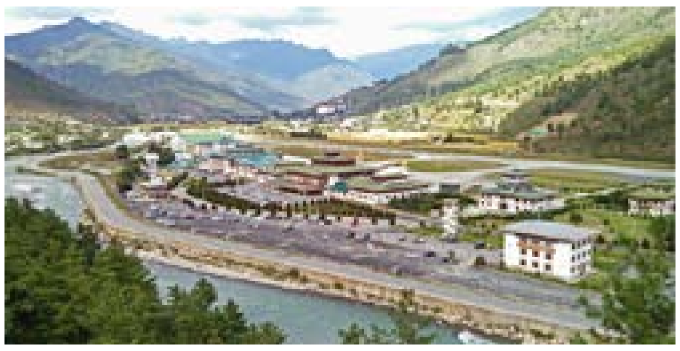

کسی اور ملک کا شہری کسی بھوٹانی سے شادی نہیں کرسکتا کیونکہ یہ غیر قانونی ہے۔ شادی میں بدھ بھکشو مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں، ان لوگوں کا ماننا ہے کہ اس طرح ازدواجی تعلقات مضبوط رہتے ہیں۔

اس کے بعد شادی کا مخصوص کھانا بھکشوؤں اور مہمانوں کو دیا جاتا ہے۔ مہمانوں کے بعد بچا ہوا کھانا دلہے اور دلہن کے لیے ہوتا ہے۔ شادی کے بعد جیسا کہ روایت ہے خاوند اپنی اہلیہ کے گھر میں منتقل ہو جاتا ہے۔

بھوٹان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں پر یہ دیکھنے کے لیے کہ لوگ خوش ہیں، یا کتنا خوش ہیں ایک وزارت بنائی گئی ہے جسے Gross National Happiness Commission کہا جاتا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ GNA کی اہمیت وہی ہے جو کسی ملک کے لیے GDP کی ہوتی ہے۔ 2015ء میں حکومتی سطح پر ایک سروے کروایا گیا جس میں جائزہ لیا گیا کہ بھوٹان کے عوام کتنا خوش ہیں۔

اس سروے میں بھوٹان کے عوام سے انٹرویو کیے گئے، سروے کے نتائج کے مطابق بھوٹان کے 91 فیصد لوگوں نے کہا کہ وہ خوش ہیں۔ ان میں سے 43 فیصد نے کہا وہ بہت زیادہ خوش ہیں۔ کسی ملک میں معیار زندگی کا پیمانہ معاشی و معاشرتی اقدار اور لوگوں کی ذہنی آسودگی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس لیے ریاست سطح پر ایسے اقدامات کیے جاتے ہیں جن کا مقصد عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہے۔

بھوٹان میں راستوں کے تمام اشارے ہاتھ سے پینٹ کیے گئے ہیں اور پورے ملک میں آپ کو کہیں بھی کوئی ٹریفک سگنل نہیں ملے گا۔ شہروں میں ٹریفک کی روانی برقرار رکھنے کے لیے چوراہوں پر خوبصورت چھوٹے چھوٹے ہٹ بنائے گئے ہیں جن میں ٹریفک کنٹرول کرنے کے لیے اہلکار ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ ٹریفک پولیس اہلکاروں کے مخصوص لباس اور ہٹ کی منفرد دیدہ زیب طرز تعمیر سیاحوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوتی ہے۔

بھوٹان کے باسی اپنے گھروں کو سجانے کے بہت شوقین ہوتے ہیں۔ ہر گھر کی دیواروں چھتوں پر دیدہ زیب نقش و نگار بنے ہوئے ملیں گے جو وہاں کی خوبصورتی کو دوچند کر دیتے ہیں۔

دیہات میں گھروں کی بالعموم تین منزلیں بنائی جاتی ہیں۔ نچلی منزل پالتو جانوروں کے لیے مخصوص ہوتی ہے، درمیانی منزل رہائش کے لیے جبکہ سب سے اوپر والی منزل غلہ اور بھوسہ رکھنے کے استعمال ہوتی ہے۔

تمام تر سخت قوانین اور پابندیوں کے باوجود بھوٹان کے عوام بہت خوش رہتے ہیں۔ ان کا رویہ بہت دوستانہ ہوتا ہے۔ دنیا کے نقشے پر موجود بھوٹان اپنی قدرتی خوبصورتی اور اعلیٰ معاشی و معاشرتی اقدار کے ساتھ ایک منفرد اور گھومنے کے لائق ملک ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مبارکہ شاہین۔ جرمنی

# اُذۡکُرُوۡا مَحَاسِنَ مَوۡتَاکُمۡ

## مکرم شیخ ممتاز رسول مرحوم

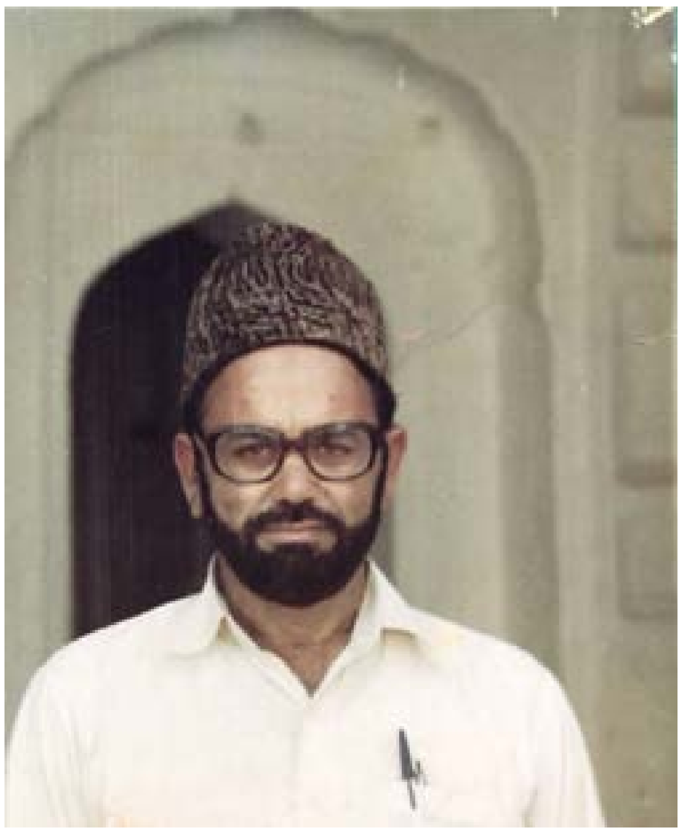

خاکسار نے کچھ سال پہلے روزنامہ الفضل میں اپنے پیارے والد شیخ ممتاز رسول صاحب کے کچھ حالات و واقعات بغرض دعا لکھے تھے۔ یہ سب حالات آپ کی زندگی کے اس دور سے تعلق رکھتے تھے جو آپ نے پاکستان میں گزاری۔ آپ نے اپنی زندگی کے چند سال جرمنی میں بھی گزارے۔ وہ عرصہ اگرچہ میں آپ کے ساتھ نہ تھی یعنی آپ کے شہر میں نہ تھی مگر اپنے دوسرے بہن بھائیوں والدہ اور جاننے والوں سے بہت تعریفی کلمات آپ کے بارے میں سنے، خاص طور سے جماعتی خدمات اور دعوت الی اللہ کے بارے میں۔ خاکسار آپ کی زندگی کے اس پہلو سے کافی حد تک ناواقف تھی، اس لیے دوسروں سے سن کر دلی خوشی ہوئی۔ کچھ تاریخی حقائق بھی تھے۔ سو، دل کیا کہ آپ کے ذکر خیر کے ساتھ یہ حقائق بھی محفوظ ہو جائیں۔

پیارے پاپاجی، میری امی اور دو چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ 1987ء میں جرمنی آئے۔ جرمنی آنے کے لیے ویزہ بھی آپ کو معجزانہ طریق پر بہت آسانی سے ملا۔ آپ نے Sahwalbach (شوال باخ) میں اسائلم کیس کروایا۔ کچھ ہفتے اوفن باخ ایک ہوٹل میں رہے۔ چند ماہ Furth (فرتھ) اور پھر دو سال Gross Rohrheim (گروس روھرھائم) ایک ہائم میں۔ ہائم میں چند ایک اور بھی احمدی فیملیز اور کچھ غیر احمدی بھی تھے۔ کچھ احمدی فیملیز اردگرد کے دیہات اور شہروں میں بھی تھیں۔ 1987ء۔1988ء میں گروس روہرہائم میں جماعت قائم ہوئی۔ آپ اس جماعت کے پہلے باقاعدہ صدر رہے۔ ہائم میں جہاں آپ کی رہائش تھی، وہاں نیچے ایک ہال تھا، آپ وہاں باقاعدگی سے پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرتے۔ اذان کبھی خود دیتے اور کبھی دوسرے احباب جماعت کو کہتے۔ اجلاس باقاعدگی سے کرواتے۔ مرکزی ہدایات کے مطابق کام کرتے۔ عاملہ میٹنگز اور دیگر ضروری امور میں بھی میٹنگ کر کے سب سے مشورہ کر کے حکمت سے کام کرتے۔ ہائم میں نماز جمعہ بھی باقاعدگی سے ہوتی۔ تہجد کی نماز بھی آپ ادا کرتے۔ چندہ جات باقاعدگی سے دیتے۔ رمضان المبارک کا بہت احترام کرتے، اعتکاف بھی بیٹھتے۔ حضور اقدس کی خدمت میں باقاعدگی سے دعائیہ خطوط لکھتے۔ ان دنوں خلیفۃ المسیح کی خطبہ جمعہ کی کیسٹ آتی تھی۔ پہلے گھر میں سنواتے اور پھر احباب جماعت کو۔ اخبار الفضل بھی لگوائی ہوئی تھی۔ بہت شوق سے مطالعہ کرتے۔ یہ آپ کے تکیہ کے نیچے پڑی ہوتی تھی۔ دو ہفتے یا شاید مہینے بعد الفضل کا بنڈل آتا تھا۔ اس دن آپ کے لیے گویا عید کا سماں ہوتا۔

عیدیں بھی بہت اہتمام سے مناتے۔ اس وقت فرنکفرٹ میں ایک ہی پاکستانی کپڑوں کی دکان ہوتی تھی۔ وہاں لے کر جاتے اور عید کی شاپنگ کرواتے۔ لباس کے معاملہ میں نہایت نفیس اور اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ عطر اور خوشبو کا استعمال کرتے۔ جمعہ کے دن خاص طور پر نہادھو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر جمعہ پڑھنے جاتے۔

پیارے پاپاجی دعوت الی اللہ بھی دلی لگن اور شوق سے کرتے۔ گروس روہرہائم کے علاوہ دیگر قریبی شہروں Worms اور Biblis میں بھی جا کر تبلیغی اسٹال لگاتے۔ تبلیغی نشستیں بھی منعقد کرواتے۔

1989ء میں جماعت کی صدسالہ جوبلی کے موقعہ پر Grossrohrheim کے برگر ماسٹر (مئیر) کو آپ نے خلیفہ وقت اور جماعتی ہدایات کے مطابق قرآن کریم اور اسلامی اصول کی فلاسفی اور تحفہ جات بھی دیئے۔ جرمن ترجمہ کرنے کے لیے خاکسار کی چھوٹی بہن کو جو اس وقت چھٹی ساتویں جماعت کی طالب علم تھی، ساتھ لے کر گئے، وہ بتاتی ہے کہ بہت عاجزی اور انکساری سے انہوں نے یہ تحفے پیش کیے تھے اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے ہوئے ساتھ روتے بھی جاتے تھے۔ برگر ماسٹر پر بے حد اثر ہوا تھا۔ اس نے بہت عزت اور تکریم سے استقبال بھی کیا تھا، کیونکہ ہم پہلے سے ٹائم لیکر ملنے گئے تھے۔ برگر ماسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ضرور ان کتابوں کو پڑھے گا اور اپنی کابینہ کو بھی بتائے گا۔ پھر اس وقت جوبلی کے سلسلے میں اپنے اپنے شہر میں درخت لگانے کی بھی تحریک تھی۔ اس میں بھی برگر ماسٹر نے بہت تعاون کیا۔ شہر میں اسپورٹس ہال کے سامنے پودا لگایا گیا۔ جو الحمد للہ ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ اسپورٹس گروپ کے علاوہ جماعتی وفد کی موجودگی میں یہ پودا لگایا گیا۔ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بھی شامل ہوئیں۔

گھر میں بھی آپ انفرادی طور پر تبلیغی پروگرام کرتے رہتے تھے۔ امی لوگوں کے لیے ضیافت کی اشیاء تیار کرتیں۔ دریائے رائن آپ کے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا۔ پیدل یا سائیکل پہ وہاں چلے جاتے، خوبصورت منظر سے لطف اندوز ہوتے۔ تبلیغی پمفلٹس اور جماعتی کتب تھیلے میں ڈال کر ساتھ لے جاتے اور دریا کے کنارے بیٹھ کر پڑھتے رہتے۔

آپ کو عہدہ وغیرہ کی بالکل بھی پرواہ نہ تھی، ہاں اپنے فرائض سے پوری طرح باخبر تھے اور ان کو احسن رنگ میں بجالاتے۔ کوئی دکھاوا نہ تھا، نہ تکبر نہ بڑائی کا احساس۔ خدا تعالیٰ کی رضا مقدم تھی۔ اپنی رائے کا اظہار کرنے، مناسب تنقید کرنے اور مناسب حال مشورہ دینے میں البتہ نہ کسی سے ڈرتے نہ مرعوب ہوتے۔

اس وقت کی مقامی صدر لجنہ مکرمہ نورجہاں غفور صاحبہ نے کچھ سال پہلے، خاکسار کی درخواست پہ مجھے آپ کے بارہ میں مختصراً آپکی جماعتی کاوشوں کے بارہ میں تحریراً بتایا۔ وہ تحریر کرتی ہیں کہ ’’شیخ صاحب نے مختصر عرصہ میں جماعت کو بہت فعال بنایا۔ انتظامی لحاظ سے شیخ صاحب میں بہت ملکہ اور صلاحیتیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھیں جو کہ وہ بروئے کار لاتے تھے۔ جماعت گروس روہرہائم کی ترقی میں انکی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کا بہت دخل ہے۔ جرمن حلقوں میں جماعت کا تعارف ان کی انفرادی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ان کو تبلیغ کا شوق تھا۔ وہ سائیکل پہ مختلف اطراف میں نکل جاتے تھے اور پمفلٹس تقسیم کرتے تھے، جماعت سے ان کی محبت اور وابستگی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ خود بھی بے حد ایکٹو تھے۔ اور جماعت کے دوسرے لوگوں کو بھی فعال رکھتے تھے۔‘‘

نورجہاں صاحبہ نے ایک مرتبہ فون پر مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ آپ کے پاپا جی مختلف ریستورانز میں کافی وغیرہ بھی پینے جایا کرتے تھے اور شائد یہی نیت ہوتی ہوگی کہ لٹریچر وغیرہ وہاں رکھنے کا موقع ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ حقیر کاوشیں قبول فرمالے اور اس پیاری جرمن قوم کے دل سینے اسلام احمدیت کا پیغام سننے، سمجھنے اور قبول کرنے کے لئے کھولے۔ (آمین)

پیارے پاپاجی اپنے آباؤاجداد کا بھی بہت ذکر خیر کرتے۔ آپ کی پیدائش ہشیارپور انڈیا کی تھی۔ اپنا بچپن آپ نے قادیان میں گزارا۔ اس وقت کی بھی باتیں سناتے تھے۔ بورڈنگ ہاؤس کا، وہاں کے ماحول کا اور شرارتوں کا ذکر کرتے۔

جرمنی میں قیام کے دوران اپنے بھائی اور بہن کے ساتھ پاکستان میں باقاعدہ خط و کتابت کا سلسلہ تھا۔ 1992ء میں آپ پاکستان واپس چلے گئے۔ جماعت گروس روہرہائم بھی قریبی دوسری جماعت میں مدغم کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ پیارے پاپا جی کی یہ حقیر کاوشیں قبول فرمالے اور انہیں اپنے پیاروں کے قدموں میں اپنے اعلیٰ علّیّین میں جگہ عطا فرمائے۔ ہمیں خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ آپ کا نام روشن کرنے والے ہوں۔ دین کے سچے خادم ہوں۔ مقبول خدمت دین کی توفیق ہمیشہ ہمیں ملتی رہے۔ خلیفہ وقت کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں اور ہم آپ کے سلطان نصیر ہوں۔ آمین یا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

# چھوٹی مگر سبق آموز بات

## صبح کے وقت زیارت قبور سنت ہے

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں:

’’قبرستان میں ایک روحانیت ہوتی ہے اور صبح کا وقت زیارت قبور کے لیے ایک سنّت ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں مسافر ہے۔ آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب انسان قبر پر جاوے تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَآ اَھۡلَ الۡقُبُوۡرِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَاِنَّآ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمۡ لَاحِقُوۡنَ۔‘‘

(بدر 31 اکتوبر 1905ء صفحہ 1)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب، کینیڈا

# طلوع وغروب آفتاب

| 20 اگست 2021ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 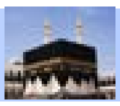 | 04:41 | 18:47 |
| مدینہ منورہ | 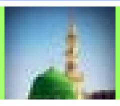 | 04:36 | 18:51 |
| قادیان | 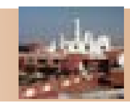 | 04:29 | 19:07 |
| ربوہ | 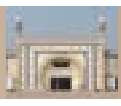 | 04:09 | 18:47 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 04:28 | 20:14 |